نوٹس: نُزھۃ النظر

شرح نُخبۃ الفِکر سوالاً جواباً

مؤلف: احمد نواز قادری عطاری

مزید نوٹس کے لیے رابطہ کریں:

0302-4154930

AL- FAREED ONLINE ACADEMY

کلمات آغاز

الحمد للہ ہماری **الفرید آن لائن اکیڈمی** بہت ساری درسی کتب کے سوالاً جواباً نوٹس بنا چکی ہے، بالخصوص تخصص یعنی مفتی کورس میں پڑھائی جانے والی کتب کے آسان فہم نوٹس اور تراجم۔ ہمارا یہ سلسلہ آگے جاری ہے، ان شاء اللہ ہم مکمل درس نظامی کتب کے نوٹس شائع کریں گے تا کہ طلبا و طالبات کے لیے امتحان دینا آسان ہو جائے۔

ہمارے بنائے ہوئے نوٹس کی خصوصیات:

- ← بورڈ کے سالانہ امتحان کے مطابق۔
- ← سوالاً جواباً، آسان فہم۔
- ← طوالت سے پاک۔
- ← تھوڑے ٹائم میں مکمل تیاری۔
- ← باقاعدہ کسی جامعہ میں نہ پڑھنے والے طلبا کے لیے بہت مفید۔
- ← پوری کتاب کا چند صفحات میں مکمل خلاصہ۔
- ← اہم اور ضروری ابحاث کا ذکر۔

نوٹ: ذہین اور باقاعدہ مدارس میں پڑھنے والے طلبا صرف ان نوٹس پر اقتصار نہ کریں بلکہ سو فیصد کامیابی اور ایک کامیاب مدرس بننے کے لیے کتاب کی طرف ضرور مراجعت کریں۔

العبد الفقیر احمد نواز قادری عطاری

نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر نوٹس

(1)سوال: نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے مصنف کا نام کیا ہے؟

جواب: متن اور شرح دونوں کے مصنف "شیخ الاسلام شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو "ابن حجر عسقلانی" کے نام سے مشہور ہیں۔ اصل نام "احمد" اور والد کا نام "علی" ہے۔

ولادت و وفات: 773ھ---852ھ

سوال: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت "ابو الفضل" اور مشہور نام "ابن حجر" کی وجہ تسمیہ ذکر کر دیں؟

جواب: ابو الفضل کنیت کی وجہ:

- ☆ کثیر علوم میں مہارت رکھنے کی وجہ سے آپ کو "ابو الفضل" کہا جاتا ہے۔
- ☆ یا ہو سکتا ہے "فضل" آپ کے کسی بیٹے کا نام ہو جس کی وجہ سے کنیت "ابو الفضل" پڑ گئی۔ واللہ اعلم

ابن حجر نام کی وجہ تسمیہ:

- ❖ سونے، چاندی کی کثرت کے سبب
- ❖ یا جواہرات کی زیادتی کے سبب
- ❖ یا مضبوط ذہن اور پختہ رائے ہونے کے سبب
- ❖ یا پھر پانچویں (5) پشت میں آپ کے دادا کا نام "حجر" تھا جس کی طرف نسبت ہے۔ واللہ اعلم

سوال: نزھۃ النظر کے مطابق اصول حدیث میں سب سے پہلے کونسی کتاب لکھی گئی؟اور کس نے لکھی؟نیز اس کتاب میں کمی کیا تھی؟

جواب:اصولِ حدیث میں سب سے پہلے لکھی جانے والی کتاب"المُحَدِّثُ الفاصِل" ہے۔ جس کے مصنف "قاضی ابومحمد رامَہرمُزِی" ہیں۔لیکن اس کتاب میں اصولِ حدیث کی تمام انواع کا استیعاب نہیں تھا یعنی تمام انواع کو مکمل تفصیل کے ساتھ نہیں لکھا گیا تھا۔اس کے بعد امام ابوعبد اللہ حاکم نیشاپوری نے اس فن میں کتاب لکھی لیکن اُس کی کانٹ چھانٹ اور صحیح طریقہ سے مرتب نہ ہو سکی۔ امام ابو نعَیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مزید کام کیا لیکن کئی چیزیں انہوں نے بھی بعد میں آنے والوں کے لیے چھوڑ دیں۔

سوال:خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فن میں کونسی کتابیں لکھیں؟

جواب: روایت کے قوانین اور اصول وضوابط میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "الکفایۃ" لکھی اور روایت کے آداب میں "الجامع لآداب الشیخ والسامع" تحریر کی ، اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصولِ حدیث کی تقریباً تمام انواع پر ایک مستقل کتاب لکھی ۔ حافظ ابو بکر ابن نقطہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصول حدیث میں ان خدمات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:کل مَن انصف علم ان المحدثین بعد الخطیب عیال علی کتبہ" ترجمہ:ہر وہ شخص جو انصاف کی نظر سے دیکھے تو وہ جان لے گا کہ محدثین خطیب بغدادی کے بعد آپ کی کتب کے محتاج ہیں۔یعنی ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان سے استفادہ سے کرتے ہیں۔

سوال:قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حفص مَیَّانِجِی نے اصول حدیث میں کونسی کتب تحریر کیں؟

جواب: قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الالماع" لکھی اور ابو حفص مَیَّانِجِی نے "ما لایسع المحدثَ جہلُہ" تصنیف کی۔

سوال: امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے اصول حدیث میں کونسی کتاب تصنیف فرمائی؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ اشرفیہ میں تدریس کے دوران اصول حدیث میں ایک جامع کتاب تالیف کی جو "مقدمہ ابن صلاح" کے نام سے مشہور ہوئی۔ جس کی کئی علماء نے شروحات لکھیں، بعض نے تلخیص کی، کچھ نے اختصار کیا، جبکہ بعض نے اشعار کی صورت میں اس کو نظم میں پرویا۔

سوال: نخبۃ الفکر اور اس کی شرح نزہۃ النظر کا سببِ تالیف کیا ہے؟

جواب: مصنف یعنی امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے کسی چاہنے والے نے سوال کیا کہ وہ اُس کے لیے امام ابن صلاح کی شہرہ آفاق کتاب "مقدمہ ابن صلاح" کی تلخیص کریں جس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب تصنیف کی اور اس میں کئی فوائد و قواعد کا اضافہ فرمایا۔ کتاب کا مکمل نام "نُخبۃ الفِکر فی مُصطلح اهل الاَثَر" ہے۔ چونکہ تلخیص میں بہت زیادہ اختصار ہو گیا تھا اس لیے سائل نے پھر سوال کیا کہ اس کی شرح لکھی جائے جس میں مشکل مقامات کو آسان اور واضح کیا جائے اور رموز کو کھولا جائے جس کے جواب میں آپ نے شرح بھی لکھ دی۔

سوال" خبر اور حدیث" کے درمیان کونسی نسبت ہے؟

جواب: مصنف نے خبر اور حدیث کے درمیان درج ذیل تین نسبتیں بیان کیں ہیں:

- خبر جمہور کے نزدیک حدیث کے مترادف ہے یعنی دونوں میں تساوی کی نسبت ہے۔
- حدیث حضور جانِ عالم ﷺ کے ہر قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں جبکہ خبر آپ ﷺ کے غیر کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔ اسی لیے جو علم تاریخ اور قصص وغیرہ میں مشغول ہو اسے اخباری کہتے ہیں اور جو علمِ حدیث میں مشغول ہو اسے محدِّث کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔
- ایک قول کے مطابق دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی حدیث خاص ہے اور خبر عام لہذا ہر حدیث خبر تو ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں کیونکہ خبر غیر کے قول و فعل کے لیے بھی مستعمل ہے۔

سوال: طُرُق کس کی جمع ہے؟

جواب: طُرُق طریق کی جمع ہے، یہاں اس سے مراد حدیث کی اَسناد ہیں۔

فائدہ مہمہ: جو کلمہ " فَعِیل " کے وزن پر ہو اس کی جمع کثرت فُعُل (بضم الفاء والعین، ف اور ع کے ضمہ کے ساتھ) کے وزن پر لائی جاتی ہے جیسے: سریر کی جمع سُرُرٌ اور طریق کی جمع طُرُق۔ اور اس کی جمع قلت اَفعِلَۃ کے وزن پر لائی جاتی ہے جیسے: رَغِیف کی جمع اَرغِفَۃٌ۔

سوال: سند اور متن کی تعریف بیان فرمادیں؟

جواب: **سند کی تعریف**:

- متن کے طریقے کو حکایت کرنا۔

فائدہ مہمہ: اسے علم الاِسناد سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ اصولِ حدیث کا ایک مستقل فن ہے اور اہم مباحث میں سے ہے۔

متن کی تعریف:

- وہ کلام جس تک سند کی انتہاء ہو۔

سوال: خبر متواتر کی قواعد وفوائد سمیت تعریف مع مثال و حکم بیان فرما دیں؟

جواب: **خبر متواتر کی تعریف:**

خبر متواتر وہ ہے جسے اتنے افراد بیان کریں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ اس تعداد میں جمہور کے نزدیک عدد معین کا اعتبار نہیں۔ جبکہ بعض علماء نے اس کثرت کو عدد معین کے ساتھ مقید کیا ہے یعنی ان کے نزدیک خبر متواتر وہ ہے جس کی سند کے ہر طبقہ میں کم از کم:

- چار راوی ہوں
- بعض کے نزدیک پانچ
- بعض نے سات کا عدد منتخب کیا
- بعض نے دس کا قول کیا
- بعض نے بارہ(12)کا عدد بتایا
- بعض نے چالیس(40)کا قول کیا

❖ اور بعض ستر (70) بتاتے ہیں۔ ہر گروہ اپنے نزدیک معین عدد پر دلیل بھی بیان کرتا ہے جیسے جنہوں نے چار کے عدد کو معین کیا انہوں نے شہود الزنا سے دلیل پکڑی یعنی جس طرح زنا کے ثابت ہونے کے لیے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے اسی طرح یہاں بھی چار افراد کا ہونا ضروری ہے۔ جنہوں نے پانچ کا قول کیا انہوں نے لِعان کی شہادت کا اعتبار کیا۔ سات کے عدد کو معین کرنے والوں نے زمین وآسمان کی تخلیق پر قیاس کیا کہ وہ سات ایام میں ہوئی۔ مصنف نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ضروری نہیں یہ تعداد غیر میں بھی جاری ہو کیونکہ ہو سکتا ہے یہ اپنے محل کے ساتھ خاص ہو۔

خبر متواتر کے ثبوت کے لیے ضروری شرائط:

خبر متواتر کے ثبوت کے لیے چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

1. اس کو روایت کرنے والے کثیر ہوں۔
2. ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔
3. ان کی کثرت شروع سے آخر تک برقرار رہے۔
4. ان کی خبر کی انتہاء کسی امرِ حسّی پر ہو جیسے راوی کہے: میں نے حضور ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا، یا کہے: اس طرح فرماتے ہوئے سنا وغیرہ۔

فائدہ مہمہ: ان چاروں شرائط کے ساتھ ساتھ وہ خبر سامع کو علم یقینی کا بھی فائدہ دے تو پھر متواتر ہو گی وگرنہ فقط مشہور کہلائے گی۔

نوٹ:جب مذکورہ چار شرائط پائی جائیں تو غالب طور پر علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے لیکن بعض اوقات کسی مانع کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا۔

خبر متواتر کا حکم:

خبر متواتر علم یقینی یعنی علمِ ضروری کا فائدہ دیتی ہے۔ جبکہ بعض نے کہا: خبر متواتر فقط علم نظری کا فائدہ دیتی ہے، مصنف نے اس کا رد کیا ہے اور دلیل یہ بیان فرمائی کہ خبر متواتر کا علم عام شخص کو بھی حاصل ہوتا ہے اور اگر یہ علم نظری کا فائدہ دے تو پھر عام شخص کو اس کا علم حاصل نہ ہوتا کیونکہ نظر کی تعریف ہے:

امور معلومہ یا مظنونہ (جن کے وقوع میں شک ہو) کو اس طرح ترتیب دینا کہ وہ ترتیب دوسرے معلوم امور یا مظنون تک لے جائے اور عامی شخص میں اس کی اہلیت نہیں ہوتی۔

علم ضروری اور نظری کے درمیان فرق:

علم ضروری اور نظری کے درمیان دو طرح کا فرق ہے:

- علم ضروری بغیر استدلال کے حاصل ہوتا ہے جبکہ نظری استدلال کے زریعے حاصل ہوتا ہے۔
- علمِ ضروری ہر سامع کو حاصل ہو جاتا ہے جبکہ نظری فقط اسی کو جس میں نظر یعنی غور و فکر کرنے کی اہلیت ہو۔

فائدہ: یقین کی تعریف:

وہ پختہ اعتقاد جو واقع کے مطابق ہو۔

علمِ ضروری کی تعریف:

وہ ہے جس پر انسان مجبور ہو اور اس کا انکار ممکن نہ ہو۔

سوال: مصنف نے متن میں خبر متواتر کی شرائط کو بیان کیوں نہیں کیا؟

جواب: اس لیے کہ خبر متواتر اس اعتبار سے علم الاسناد کی مباحث میں سے نہیں ہے کیونکہ علم الاسناد:

علم الاسناد کی تعریف:

وہ ہے جس میں حدیث کی صحت یا ضعف کے بارے بحث کی جائے اس کے راویوں کی صفات اور صِیَغ ادا کے اعتبار سے اور حدیث متواتر میں راویوں کی صفات کے بارے بحث نہیں کی جاتی بلکہ اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

حدیث متواتر کی مثال:

"مَن كذب عليّ متعمداً فليتبوأ مقعدَه من النار"ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کی تو اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

فائدہ: امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ مذکورہ تفصیل کے اعتبار سے خبر متواتر کا وجود نادر یعنی بہت ہی کم ہو گا جبکہ مصنف فرماتے ہیں یہ بات درست نہیں اور یہ قول حدیث کے طُرُق، راویوں کے احوال اور ان کی صفات پر قلتِ اطلاع کے سبب ہے وگرنہ اگر تمام مشہور، متداول کتب کو جمع کیا جائے تو تخریج کرنے سے ان میں متواتر کی بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔

سوال: خبر مشہور کی تعریف قواعد و فوائد سمیت مع مثال بیان فرمادیں؟

جواب: خبر مشہور کی تعریف:

وہ ہے جس کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ہوں، زیادہ کی قید نہیں یعنی اگر کسی ایک طبقہ میں بھی تین راوی ہوئے تو حدیث مشہور کہلائے گی اگرچہ باقی سب طبقات میں تین سے زیادہ راوی ہوں۔

فائدہ: خبر مشہور کو اس کے واضح ہونے اور شہرت کی وجہ سے مشہور کا نام دیا گیا۔

فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک خبر مشہور اور مستفیض میں کوئی فرق نہیں جبکہ بعض نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے کہ مستفیض وہ ہے جو شروع سے آخر تک برابر ہو یعنی ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ہوں جبکہ مشہور اس سے عام ہے یعنی اس میں وہ حدیث بھی شامل ہو گی جس کے شروع میں صرف ایک راوی ہو اور بعد میں ان کی تعداد بڑھ گئی۔

فائدہ: مستفیض" فاض الماءُ یفیض فیضاً" سے ہے اور یہ تب بولا جاتا ہے جب وادی پانی سے بھر جائے اور کناروں سے بہنے لگے۔ مستفیض کو بھی اس کی شہرت کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔

فائدہ: مشہور کی جو تعریف اوپر گزری یہ اصطلاحی ہے یعنی جس کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ہوں اس کے علاوہ جو عام لوگوں میں مشہور ہو اگرچہ اس کی ایک ہی سند ہو یا اصلاً سند نہ ہو وہ بھی مشہور ہے مگر غیر اصطلاحی جس کا بیان یہاں مقصود نہیں اور نہ ہی وہ مشہور اصطلاحی کی طرح حجت ہے فتنبہ۔

حدیث مشہور کی مثال:

”إن الله لايقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بموت العلماء حتى إذا لم يُبق عالما اتخذ الناس رءوسا جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا“۔ان دونوں اقسام کی آگے مزید قسمیں ہیں جیسے متواتر لفظی اور متواتر معنوی،ایسی ہی مشہور ایک وہ ہے جو عوام میں مشہور ہو اور بعض فقہاء میں مشہور ہوتی ہیں اور بعض محدثین کے نزدیک،یہاں مؤخر الذکر مراد ہے۔

سوال:حدیث عزیز کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: تعریف:

لفظ عزیز صفت مشبہ ہے ”عز یعز “ باب ضرب یا فتح سے اگر ضرب سے ہو تو معنی ہو گا وہ حدیث جس کا وجود قلیل ہو اگر فتح سے ہو تو معنی ہو گا قوی اور مضبوط چونکہ یہ بھی دوسرے طریق سے آنے کی وجہ سے مضبوط ہو جاتی ہے اس لئے اسے عزیز کہتے ہیں یا پھر اس کا استعمال قلیل ہے اس لئے اس کو عزیز کہتے ہیں۔

اصطلاح میں وہ حدیث ہے جس کی سند کے ہر طبقہ میں کم از کم دو راوی ہوں۔

مثال: لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده ووالده والناس أجمعين۔

نوٹ:حدیث صحیح کے لیے عزیز ہونا شرط نہیں۔

سوال:حدیث غریب کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: تعریف:

عربی زبان میں غریب اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے اقارب سے دور ہو۔ اصطلاح میں وہ حدیث ہے جس کی سند کے طبقات میں کسی جگہ ایک راوی ہو۔

مثال: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئ ما نوى، فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها، أو إلى امرأة ينكحها، فهجرته إلى ما هاجر إليه۔

فائدہ جلیلہ: ان چار اقسام میں سے متواتر کے علاوہ باقی تینوں یعنی مشہور، عزیز، غریب کو آحاد کہا جاتا ہے۔

تنبیہ: خبر واحد لغۃ کے اعتبار سے وہ ہے جسے ایک شخص روایت کرے اور اِصطلاحِ محدثین میں وہ حدیث ہے جس میں متواتر کی شرائط جمع نہ ہوں۔

سوال: خبر آحاد کی اقسام میں مقبول اور مردود کی تعریفات بیان کریں؟

جواب: خبر مقبول کی تعریف:

وہ ہے جس پر جمہور کے نزدیک عمل کرنا واجب ہو۔

مردود کی تعریف:

وہ ہے جس میں راوی کا صدق ترجیح نہ پائے۔

فائدہ: کبھی کبھی خبرِ آحاد کے ساتھ قرینہ مُرَجِّحَۃ مل جاتا ہے جس کے سبب یہ علم یقینی نظری کا فائدہ دیتی ہے۔

سوال: خبرِ مُحتَف بالقرائن کی کتنی اقسام ہیں وضاحت کریں؟

جواب: مصنف نے "خبرِ مُحتَف بالقرائن" کی تین اقسام بیان کی ہیں:

☆ جسے بخاری و مسلم روایت کریں اور وہ حدِ تواتر کو نہ پہنچی ہوئی ہو۔ اس میں ان دو آئمہ کی جلالت و بزرگی، سب سے پہلے صحیح احادیث کو غیر صحیح سے جدا کرنا، امّت کا ان کی احادیث کو قبول کرنا وغیرہ قرائن شامل ہیں۔ شیخ ابو اسحاق اِسفرائینی، ابو عبد اللہ حُمَیدی اور ابو الفضل بن طاہر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ علم نظری کا فائدہ دیتی ہے۔

☆ حدیث مشہور جس کی مختلف اَسناد ہوں، راویوں کے ضعف اور علتوں سے خالی ہوں۔ ابو منصور بغدادی اور ابو بکر بن فُورَک وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ علم نظری کا فائدہ دیتی ہے۔

☆ مُسلسل بالائمہ جو غریب نہ ہو جیسا کہ امام احمد روایت کریں امام شافعی سے اور وہ امام مالک سے۔

سوال: حدیث غریب کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حدیث غریب کی دو قسمیں ہیں:

❖ فرد مطلق: وہ ہے جس کی ابتدائے سند میں غرابت ہو یعنی صحابی سے روایت کرنے والا راوی ایک ہو۔ جیسے: الولاء لحمة كلحمة النسب لا تباع ولا توهب۔ اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے تابعی عبد اللہ بن دینار اکیلے ہیں۔

❖ فرد نسبی: وہ ہے جس کی ابتدائے سند میں غرابت نہ ہو بلکہ درمیان میں ہو۔

فائدہ: فرد نسبی پر فردیت کا اطلاق بہت کم ہوتا ہے بلکہ اکثر اسے غریب ہی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے محدثین کی مراد فرد سے فرد مطلق ہوتی ہے اور غریب سے فرد نسبی۔

سوال: صحت کے اعتبار سے حدیث مقبول کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: چار قسمیں ہیں:

- ☆ صحیح لذاتہ: وہ ہے جس کے راوی عادل ہوں، تام الضبط ہوں، حدیث کی سند متصل ہو، حدیث غیر معلل اور غیر شاذ ہو۔
- ☆ صحیح لغیرہ: اور اگر حدیث کی سند میں مذکورہ تمام صفات پائی جائیں لیکن کچھ ضبط کی کمی ہو اور اس کمی کو کسی طریقہ سے پورا کیا گیا ہو تو یہ صحیح لغیرہ ہے۔
- ☆ حسن لذاتہ: اور اگر ضبط کی کمی پوری نہ کی گئی ہو تو یہ حسن لذاتہ ہے۔
- ☆ حسن لغیرہ: حدیث موقوف کے بارے کوئی قرینہ مل جائے جو اسے ترجیح دے تو یہ حسن لغیرہ ہے۔

فوائد نافعہ:

- ← عدل: سے مراد ایسا ملکہ ہے جو بندہ کو تقویٰ اور مروّت لازم پکڑنے پر ابھارے۔
- ← تقویٰ: سے مراد برے اعمال سے بچنا ہے، وہ شرک کی صورت میں ہوں یا بدعت اور فسق کی صورت میں۔
- ← ضبط: کی دو قسمیں ہیں: زبانی یاد کرنا یا لکھ لینا۔
- ← متّصل: سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں سقوط نہ ہو۔
- ← معلّل: سے مراد وہ حدیث ہے جس میں پوشیدہ، عیب لگانے والی علت ہو۔

← شاذ: وہ ہے جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے۔

سوال: اصحُّ الاسانید کون کون سی اَسناد ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: جمہور محدثین کے نزدیک کسی سند کو مطلقاً اصحّ الاسانید کہنا درست نہیں۔ تاہم بعد محدثین نے اطلاق کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- امام زہری، عن سالم بن عبد اللہ، عن ابیہ رضی اللہ عنہ۔ محمد بن سیرین، عن عبیدہ بن عمرو، عن علیّ رضی اللہ عنہ۔ ابراہیم نخعی، عن علقمہ، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ان اَسناد کو پہلا درجہ حاصل ہے۔
- بُرَیدہ بن عبد اللہ، عن ابی بُردہ، عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ اسے دوسرا درجہ حاصل ہے۔
- سہیل، عن ابی صالح، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ اسے تیسرا درجہ حاصل ہے۔

سوال: مصنف نے حدیث صحیح کے کتنے مراتب بیان کیے ہیں؟

جواب: چھے (6) مراتب بیان کیے ہیں:

- وہ حدیث جسے امام بخاری و مسلم دونوں روایت کریں۔
- جسے صرف امام بخاری روایت کریں۔
- جسے صرف امام مسلم روایت کریں۔
- جو امام بخاری و مسلم دونوں کی شرائط پر ہو۔
- جو صرف امام بخاری کی شرائط پر ہو۔
- جو صرف امام مسلم کی شرائط پر ہو۔

سوال: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کئی مقامات پر ایک ہی حدیث کو "صحیح حسن" دونوں صفات سے متصف کرتے ہیں حالانکہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی قسیم ہیں جن کا اجماع جائز نہیں؟

جواب: اس کے درج ذیل جواب ہیں:

- اُس سند میں مصنف کو یقین نہیں ہوتا کسی ایک طرف کا اسی لیے دونوں صفات یعنی صحیح اور حسن ذکر کر دیتے ہیں۔
- اس حدیث کی دو اسناد ہوتی ہیں: ایک سند کے اعتبار سے وہ صحیح ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے حسن، اس لیے مصنف دونوں ذکر کر دیتے ہیں۔
- یہ امام ترمذی کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

سوال: ثقہ راوی کی زیادتی کب قبول ہو گی اور کب رد؟

جواب: اگر ثقہ راوی کی زیادتی اپنے سے زیادہ ثقہ کی روایت کے موافق ہو تو قبول ہے اور اگر منافی ہو تو رد ہو گی۔

سوال: محفوظ اور شاذ، معروف اور منکر کی وضاحت کر دیں؟

جواب: اگر ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے تو ثقہ کی روایت کو شاذ اور زیادہ ثقہ کی روایت کو محفوظ کہتے ہیں۔ اور اگر ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرے تو ثقہ کی حدیث کو معروف اور ضعیف کی روایت منکر کہلائے گی۔

سوال: متابعت کی کتنی اقسام ہیں مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب: کسی حدیث کے بارے پتہ چلا کہ یہ غریب ہے لیکن بعد میں اس کی کوئی اور سند مل گئی تو اِس کو متابِع کہیں گے اور پہلی کو متابَع۔ اس عمل کو متابعت کہتے ہیں۔ متابعت کی دو قسمیں ہیں: متابعت تامہ اور متابعت ناقصہ۔

متابعت تامہ: جس میں راوی کو اپنے کسی ہم عصر کے ساتھ معابعت حاصل ہو۔

متابعت ناقصہ: جس میں راوی کو اپنے شیخ یا اوپر کسی جگہ متابعت حاصل ہو۔

سوال: حدیثِ مقبول کی عمل کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: خبر مقبول کی دو قسمیں ہیں: معمول بہ اور غیر معمول بہ۔

وجہ حصر یہ ہے کہ خبر مقبول کو دیکھیں گے اگر تو معارضہ سے محفوظ ہے تو محکم اور معمول بہ ہو گی اور اگر اس کا معارضہ آرہا ہے اپنی مثل کے ساتھ تو دونوں میں تطبیق دیں گے اور اگر تطبیق ممکن نہیں تو دونوں میں سے منسوخ کو تلاش کریں گے اگر نسخ کا علم نہ ہوا تو دونوں میں سے کسی ایک کو قرائن کے سبب ترجیح دیں گے اگر ترجیح بھی نہ ہو سکی تو توقف اختیار کریں گے۔

پہلی صورت جس میں خبر مقبول معارضہ سے خالی ہو اس کو محکم کہتے ہیں۔

دوسری صورت جس میں خبر مقبول کا اپنی مثل کے ساتھ معارضہ آئے اس میں تطبیق دی جاتی ہے اور اس قسم کو "مختلف الحدیث" کہتے ہیں یہ علم حدیث کا ایک مستقل علم ہے جس میں علماء نے با قاعدہ کتب لکھیں جیسے: امام شافعی "اختلاف الحَدِیثِ"، امام طحاوی "مشكل الآثار"، ابن قتیبہ "تأويل مختلف الحديث"، علامہ علائی "التنبيهات المجملة على المواضع المشكلة"، محمد بن جریر طبری

"تهذيب الآثار"، علی بن محمد مہدی "تأويل الأحاديث المشكلة" وغیرہ، اس کی مثال امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دی ہے:

"ومِثَالُهُ حديثُ: «لا عَدْوَى ولا طِيَرَةَ» معَ حديثِ: «لا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ» وحديث: «فِرَّ مِنَ المجذومِ فِرَارَكَ مِنَ الأَسَدِ»، وَجْهُ الجمْعِ بينَهُما أَنَّ هذهِ الأمراضَ لا تُعْدِي بِطَبْعِها ولكِنَّ اللهَ تبارك وتعالى جَعَلَ مُخَالَطَةَ المريضِ بها للصَّحيحِ سَبَباً لإعدائِهِ مَرَضَهُ ثُمَّ قَدْ يتَخَلَّفُ ذَلِكَ عَنْ سَبَبِهِ كما في سائِرِ الأَسْبابِ"

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ پہلی حدیث میں فرمایا گیا ہے: بیماری متعدی نہیں ہوتی اور نا ہی اسلام میں بد فَالی جائز ہے جبکہ دوسری حدیث میں ہے: بیمار صحت مند کے پاس نہ آئے تیسری حدیث میں ہے: جزامی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ دیکھئے اس عبارت میں دوسری دو حدیثوں کا مضمون پہلی کے خلاف ہے کیونکہ پہلی حدیث پاک سے صاف نظر آرہا ہے بیماری ایک شخص سے دوسرے کو نہیں لگتی جبکہ دوسری دو سے پتہ چلتا ہے بیماری متعدی ہو جاتی ہے امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں میں تطبیق یوں دی ہے کہ: بیماری خود متعدی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات اللہ جل جلالہ مریض کے ساتھ ملنے کو بیماری لگنے کا سبب بنا دیتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ سبب نہیں بناتا، یعنی کسی بیماری میں بذات خود یہ اہلیت نہیں کہ وہ ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہو جائے بلکہ اللہ کی مشیت پر مبنی ہے کہ وہ اس کو سبب بنا دے یا نہ بنائے اور وہ تو بغیر کسی سبب کے بھی بندے کو کوئی بیمار لگا سکتا ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سائل کو بھی یہی جواب عطاء فرمایا جس نے کہا

یارسول اللہ جب ہم خارشی اونٹوں کے ساتھ صحیح اونٹ باندھتے ہیں تو انہیں بھی خارش لگ جاتی ہے !" فمن اعدی الاول ؟" کہ پہلے کو خارش کس نے لگائی؟لہذا تینوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

تیسری صورت یہ تھی کہ ان دونوں میں سے دیکھیں گے ناسخ کون ہے اور منسوخ کون سی ہے اس کا علم تاریخ سے ہوگا کہ پہلے کونسہ فرمان آپ ﷺ نے ارشاد فرمایاان دونوں میں اول منسوخ کہلائے گا اور ثانی ناسخ کیونکہ قاعدہ یہی ہے جب دو اقوال کا تعارض آجائے تو دوسرے کو اختیار کیا جاتا ہے، یا کوئی اس فن کا ماہر عالم بتادے۔امام خازن رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں نسخ کی تعریف یہ فرمائی ہے:

"هو في اصطلاح العلماء، عبارة عن رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي متأخر عنه"

ترجمہ:نسخ علماء کی اصطلاح میں ایک حکم شرعی کو اس سے متؤخر حکم شرعی کے ساتھ اٹھانے کا نام ہے۔ناسخ و منسوخ بھی اس علم کی ایک مستقل نوع ہے جس پر علماء حقہ نے باقاعدہ کتابیں لکھیں جیسے ابن شاہین وغیرہ۔

چوتھی صورت ہے ترجیح کی یعنی قرائن وغیرہ تلاش کرکے دونوں میں کسی ایک کو ترجیح دی جاتی ہے اور یہ فعل بڑے حذاق اور ماہر علماء کا ہے، پانچویں اور آخری صورت یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا تمام صورتوں میں کسی کی طرف بھی وصول ممکن نہ ہو تو پھر توقف اختیار کریں گے اور انتظار کیا جائے گا کسی مرجح و مؤول کا تاکہ کسی صورت کی طرف ذہاب ممکن ہو جائے۔

سوال:حدیث کے رد ہونے کے کتنے اسباب ہیں؟

جواب:دو اسباب ہیں:سند میں سقوط اور راوی پر طعن ہونا۔

سند میں سقوط کی درج ذیل قسمیں ہیں:

سند میں سقوط کئی جگہ ہو سکتا ہے مثلاً شروع میں یا آخر میں یا وسط میں پھر ایک راوی کا سقوط ہے یا زیادہ کا اس اعتبار سے خبر کی چار اقسام ہیں: معلق، مرسل، معضل، منقطع؛ تعریفات ملاحظہ ہوں:

معلق:

وہ حدیث جس میں مصنف کی جانب سے آخری راوی یا پوری سند ہی حذف ہو معلق کہلاتی ہے جیسے امام بخاری کہیں: قال رسول اللہ ﷺ۔

مرسل:

جس حدیث میں تابعی کے بعد کوئی راوی حذف ہو مرسل کہلائے گی جیسے تابعی کہے: قال رسول اللہ ﷺ۔

معضل:

ہر وہ حدیث جس میں لگاتار دو راوی ساقط ہوں معضل کہلاتی ہے چاہے وہ شروع سے ہوں یا آخر سے جیسے تبع تابعی کہے: قال رسول اللہ ﷺ۔

منقطع:

وہ حدیث جس میں جدا جدا مقام پر دو راوی ساقط ہوں منقطع کہلائی گی۔

روایت کے مردود ہونے کی دوسری وجہ راوی میں طعن ہے اسباب طعن دس ہیں: 1-کذب، 2-تہمت کذب، 3-فسق، 4-جہالت، 5-بدعت، 6-سوئے حفظ، 7-وھم، 8-مخالفت ثقات، 9-فحش غلط،

10- کثرت غلط؛ ان اسباب کی بنیاد پر حدیث میں مختلف احکام لگتے ہیں: مثلاً موضوع، منکر، مردود، مدرج الاسناد، مدرج المتن، مقلوب، مضطرب، المزید فی متصل الاسانید، مصحف، محرف الی غیرہ۔

سوال: وصول الی الرسول ﷺ کے اعتبار سے حدیث کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں: مرفوع، موقوف اور مقطوع، تینوں کی تعریفات و امثلہ ملاحظہ ہوں:

حدیث مرفوع:

لفظ مرفوع رفع سے ہے جس کا معنی بلندی کے ہیں چونکہ اس کی سند سب سے بلند اور اوپر تک پہنچتی ہوتی ہے اس لئے اس کو مرفوع کہتے ہیں اور محدثین کی اصطلاح میں اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند حضور ﷺ تک متصل ہو درمیان میں انقطاع نہ ہو جس طرح امام بخاری کتاب الوضوء کی پہلی حدیث نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ: هَمَّام بْنِ مُنَبِّهٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: « لا تقبل صلاة من أحدث حتى يتوضأ» ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: بے وضوء شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ طہارت حاصل کرلے۔ اب دیکھئے اس حدیث پاک کی سند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ کے زریعے حضور ﷺ سے روایت کی ہے اور اس میں آپ ﷺ کا قول مذکور ہے فعل کی صورت یوں بنے گی کہ صحابی کہے: "رأیت رسول ﷺ فعل کذا" اور حدیث تقریری کی صورت یوں بنے گی کہ صحابی کہے: "فعلتُ او فعل بحضرتہ کذا ولم یمنع"

حدیث موقوف:

موقوف "وقف" سے ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا رکنا ٹھہرنا چونکہ یہ حدیث اوپر حضور ﷺ تک نہیں پہنچتی بلکہ راستے میں ہی صحابی تک رک جاتی ہے اس لئے اسے موقوف کہتے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ہر وہ حدیث جس میں صحابی کے اقوال وافعال بیان ہوں جس طرح امام بخاری مناقب جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حضرت ابن عمر کا قول پیش کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سليمان، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ:

«كُنَّا نخير بين الناس فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فنخير أبا بكر، ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم» ترجمہ: ہم حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں صحابہ کے مراتب بیان کرتے تھے سب سے زیادہ فضیلت ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان کو۔

حدیث مقطوع:

لفظ مقطوع "قطع" سے ہے جس کا معنی کسی چیز کو کاٹنا جدا کر دینا چونکہ اس حدیث کی سند بلکل ہی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے الگ ہوتی ہے اور کسی تابع تک ہی رک جاتی ہے اس لئے اسے مقطوع کہتے ہیں اصطلاحاً ہر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں تابعین کے اقوال وافعال کو بیان کیا گیا ہو جس طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ. مِنْ أَهْلِ مَرْوَ. قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: «الإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ. وَلَوْلَا الإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ» ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: اسناد دین میں سے ہے اور اگر یہ نا ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا اسے حدیث بنا کر پیش کر دیتا۔ ان تینوں اقسام کی قوت حجیت بالترتیب ہے جو یہاں مذکور ہے ان کے علاوہ محدثین نے کچھ اور اقسام بھی بیان کیں ہیں جو مرفوع میں داخل ہیں اور اُن کو مرفوع حکمی کا نام دیا ہے مثلاً:

صحابی ایسی بات کہے جو اسرائیلیات سے بھی نہ ہو اور ناہی اس میں قیاس، لغت کو کرنا، غریب کی شرح کرنے کا دخل ہو بلکہ اس میں زمانہ ماضی کی اخبار ہوں جیسے فتن اور جنگوں کا بیان، قیامت کے احوال یا سابقہ انبیاء کے بارے ہوں تو صحابی کے اس قول کو مرفوع حکمی کا نام دیا جائے گا کیونکہ صحابی اپنی طرف سے تو ایسی بات کر نہیں سکتے پھر ظاہر ہے انہوں نے اس کو آپ ﷺ سے ہی سنا ہو گا، یاد رہے اس قسم میں صحابی کا قول، فعل اور تقریر تینوں شامل ہونگی قول کی صورت تو بیان ہو چکی فعل کی صورت اس طرح بنے گی کہ صحابی ایسا کام کرے جو مذکورہ صفات کے متصف ہو اور تقریر کی صورت بنے گی کہ صحابی کہے وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں اس اس طرح کرتے تھے، ایسی ہی مرفوع حکمی میں وہ قسم بھی داخل ہو گی جس میں تابعی صحابی کے بارے کہے: "یرفع الحدیث، او یرویہ، او ینمیہ، او روایۃ، او یبلغ بہ، او رواہ"، ایسی ہی کوئی کہے: " من السنۃ کذا" اسے بھی مرفوع حکمی میں داخل کیا جاتا ہے لیکن اس قسم کے مرفوع ہونے میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔

سوال: صیغ ادا کون کون سے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہیں:

سمعْتُ ،حَدَّثَنی أَخبرَني، وقرأتُ عليه، قُرِئ عليه وأنا أَسْمَعُ، أَنبأني، ناوَلَني، شافَهني أي بالإجازَةِ، كَتَبَ إليَّ أي بالإجازةِ، عَنْ ـ

قد تم بحمد اللہ و ﷺ

2025-11-03بروز سوموار

احمد نواز قادری عطاری جلالی